نظرات

آہ کیوں کر کہیئے کہ ۲۵ر نومبر کو حج وزیارتِ حرمین شریفین کو جاتے ہوئے مظفری جہاز میں مولانا شاہ وصی اللہ صاحب بھی رہگزائے عالم جاودانی ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ وفات کے وقت عمر ۷۵ برس تھی۔ علوم دینیہ واسلامیہ کی تکمیل دار العلوم دیوبند میں کی تھی اور حضرت الاستاذ مولانا محمد انور شاہ الکشمیری کے ارشد تلامذہ میں سے تھے۔ جن حضرات نے مولانا کا یہ زمانہ دیکھا ہے ان کا بیان ہے کہ طالب علمی کے زمانہ میں ہی رشد وہدایت کے آثار طالع روشن سے ہویدا تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ ایک بزرگ نے فرمایا بھی تھا کہ اگر کسی کو مادر زاد ولی دیکھنا ہو تو وصی اللہ کو دیکھے۔ طالب علمی کے زمانہ میں ہی حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آنا جانا شروع کر دیا تھا۔ آخر کار یہ رنگ اس درجہ غالب ہوا کہ برسوں کی ریاضت اور محنت ومشقت کے بعد اپنے پیر ومرشد کے نہایت ممتاز خلیفہ اور جانشین ہو گئے۔ شروع میں آپ کا مرکزِ ارشاد وہدایت فتح پور تھا۔ پھر الٰہ آباد منتقل ہو گئے اور اب گذشتہ چند برسوں سے بمبئی میں بھی قیام رہنے لگا تھا۔ آپ جس درجہ کے عارف باللہ اور محرمِ اسرارِ طریقت تھے اُسی درجہ کے عالم اور مبصر علوم دینیہ واسلامیہ بھی تھے۔ قرآن مجید سے طبعاً بڑا شغف تھا اور تفسیر آپ کا خاص فن تھا چنانچہ روزمرہ کے معمولات میں درسِ قرآن بھی شامل تھا جس کی پابندی سختی سے فرماتے تھے۔ اوراد ووظائف اور ارشاد وہدایت کے دوسرے مشاغل کے ساتھ مطالعہ کتب کا سلسلہ برابر جاری رہتا تھا یہاں تک کہ سفر میں بھی کتابوں کا بکس ساتھ چلتا تھا درس یا گفتگو میں کوئی بات بغیر حوالہ کے نہیں فرماتے تھے۔

شاہ صاحب کو معمولی سے معمولی باتوں میں اتباعِ سنّت نبوی اور تعمیل شریعت کا اہتمام رہتا تھا درحقیقت آپ کا تصوف بجز اُس احسان کے کچھ اور نہ تھا جس کی تعریف میں زبانِ وحی ترجمان سے ارشاد ہے "ان تعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک" اسی بنا پر حضرت مرحوم کے ہاں طریقہ شریعت سے الگ کوئی چیز نہیں بلکہ وہ شریعت کے احکام پر ہی زیادہ یقین اور پختگی واستواری کے ساتھ

عمل کرنے کا نام ہے۔ اسی کا نام تزکیۂ نفس اور تطہیرِ باطن ہے اور پیغمبروں کی بعثت و دعوت کا مقصدِ اساسی بھی یہی ہے۔ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے شب و روز اسی دعوت اور اسی کی تعلیم و تربیت کے لئے وقف تھے۔ اصلاحِ نفس اس انداز سے فرماتے تھے کہ مریض کو پتہ بھی نہیں چلتا تھا اور اچھا ہو جاتا تھا۔ کتنے ہی واقعات ہمارے علم میں ہیں کہ بڑے سے بڑا منکرِ خدا و مذہب آپ کے سامنے آیا اور آپ نے ابھی اسے صرف نگاہ اٹھا کر دیکھا تھا کہ تائب ہو کر مومن راسخ بن گیا

فروری سنہ ۶۵ء میں چند روز کے لئے علی گڈھ بھی تشریف لائے تھے۔ ایک روز سہ پہر کو حاضرِ خدمت ہوا۔ آپ کو اطلاع ہوئی تو فوراً اندر بلا لیا۔ کمرہ میں داخل ہوا تو سینہ سے لگا لیا اور کچھ پڑھتے رہے۔ پھر میری گردن کو بوسہ دیا اور لے کر بیٹھ گئے۔ کمرہ میں اُس وقت جو لوگ موجود تھے ان کو میرے پہنچتے ہی باہر چلے جانے کا حکم دیا۔ کم و بیش بیس منٹ گفتگو ہوئی ہوگی۔ اس کے بعد چائے اور مٹھائی وغیرہ طلب فرمائی۔ زندگی میں حضرت شاہ صاحب سے میری یہ پہلی ملاقات بھی تھی اور آخری بھی۔ لیکن اس وقت سے لے کر حج کے لئے روانگی تک اس گنہ گار پر پیہم الطاف و عنایات اور توجہاتِ خصوصی کی جو بارش ہوتی رہی ہے اور جس کے شاہد عینی حضرت کے مریدِ خاص اور میرے نہایت عزیز دوست حکیم سید افہام اللہ صاحب ریڈر طبیہ کالج علی گڈھ رہے ہیں وہ میری حیاتِ مستعار کا سرمایہ سعادت و افتخار ہے۔ آہ صد افسوس! اب یہ غیر معمولی توجہ و شفقت بزرگانہ کہاں ملے گی! نور اللہ ضریحہٗ وطاب ثراہ۔

گذشتہ نظرات میں جامعہ ملیہ اسلامیہ میں جمعہ کے بجائے اتوار کی تعطیل پر جو شذرہ لکھا گیا تھا اُس پر ہر طبقہ اور ہر خیال کے مسلمانوں نے سخت بے زاری اور ناراضگی کا اظہار کیا ہے۔ ان حضرات کا کہنا یہ ہے کہ برہان میں نفسِ تعطیل جمعہ کی شرعی حیثیت کے متعلق جو کچھ لکھا گیا ہے انھیں اس پر اعتراض نہیں۔ البتہ جو امر لائقِ افسوس ہے وہ یہ ہے کہ جامعہ میں یہ تغیّر تبدیلی محض صدر جن سنگھ کی تقریر اور اُس کے زیرِ اثر ہندو طلباء کی درخواست اور ان کے مطالبہ پر کیا گیا ہے۔ گذارش یہ ہے کہ ہم نے نہ صدر جن سنگھ کی تقریر کہیں پڑھی اور سُنی تھی اور نہ طلباء کی درخواست کا علم تھا۔ ایک اخبار میں اس کا تذکرہ نظر سے ضرور گذرا تھا لیکن ہم نے اس کو چنداں شائستہ اعتنا نہیں سمجھا اور اپنی توجہ تمام تر نفسِ مسئلہ کے بیان کرنے پر مرکوز رکھی۔